

مقاصد

۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا (۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا (۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا (۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی

THE
"NOOR"
GADIAN

کو شائع ہوتا ہے

ضوابط

چند سالانہ عوام سے
"ششماہی" سے
"سالانہ سرپرستوں سے
"امراء" سے
"ممالک غیر سے
"صرف" شلنگ

اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۷ اپریل ۱۳۵۲ء مطابق ۱۳ محرم ۱۳۵۲ھ

جلد ۲۴

نمبر ۱۸

شری جگت گورو محمد جی مہاراج کی گورکھی سیرت

یہ تو دوستوں کو معلوم ہی ہے کہ فرقان حمید کا ہندی ترجمہ زیر طبع ہے اور یقیناً خیر خواہان ملت یہ سن کر اور بھی خوش ہونگے کہ بفضل ایزدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورکھی سیرت بھی مکمل ہو چکی ہے۔ فی زمانہ غیر مذاہب میں حضرت رسالت مآب کی ذات گرامی کے متعلق جسطرح غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آئے روز غیر مذاہب کی طرف سے آنحضرت کی شان مبارک میں تحریر اور تقریر سے سوء ادبی سے کام لیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں بسا اوقات جدال و قتال تک نوبت پہنچتی ہے اور اس سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں غیر معمولی کشیدگی اور تفرقہ پیدیا ہے۔ اس کشیدگی اور تفرقہ کو روکنے کیلئے ایک ہی بہترین ذریعہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ ہم غیر مذاہب والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ اور آپ کی بہترین تعلیم سے جس نے حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا، آگاہ کر سکیں چنانچہ اس اہم مقصد کو لیکر خاکسار نے یہ گورکھی سیرت لکھی ہے جو ۲۰×۲۶ کے قریباً چار سو صفحات پر ختم ہوتی ہے اور یہ سیرت مقدسہ گورکھی دان سکھوں اور ہندوؤں میں مفت یا برائے نام قیمت پر تقسیم ہوگی۔ اس پر گھر کی لاگت ایک ہزار سے کچھ زائد ہی آئے گی۔ اس سیرت مقدسہ کی ضرورت آج کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ میں ہر ایک ہمدرد اسلام کی توجہ کو قصوت کے ساتھ اس اہم کار خیر کی طرف مبذول کرتا ہوں کہ وہ ازراہ کرم حسب توفیق اس کار خیر میں ضرور حصہ لیں تاکہ یہ نہایت ضروری تصنیف چھپ کر ضرور ہندوؤں کے ہاتھوں تک پہنچ سکے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم دیگا۔ اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر بہترین خوبی اور ثواب رکھتی ہے۔ مگر ان دنوں غیر مذاہب والوں کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت عالیہ اور تعلیم مقدسہ اور اخلاق حسنہ سے آگاہ کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سر تاج نیکی ہے۔

خاکسار محمد یوسف ایڈیٹر و مالک اخبار نور۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

آفتاب پبلیشرز میں شائع ہوا ہے۔ قادیان ضلع گورداسپور۔ سے شائع کی

جناب چودہری ظفر اللہ خاں صاحب کا اعزاز میں پن کے معززین کی طرف سے

۲۸ مارچ نیڈوز ہٹل لاہور کی گراؤنڈز میں جناب چودہری

ظفر اللہ خاں صاحب کو جو گورنمنٹ آف انڈیا کے ایک عمدہ جلیلہ کا چارج لینے والے ہیں۔ پنجاب کے قریباً ڈیڑھ صد معزز شہریوں کی طرف سے شاندار ڈنڈ دیا گیا۔ اس تقریب کی روداد رسول ایڈٹڈ ملٹری گزٹ ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء نے ”چودہری ظفر اللہ خاں بار کے قیدی کی حیثیت میں، اور چیف جسٹس فرد جرم لگاتے ہیں“ کے مزاحیہ عنوانات کے ماتحت درج کی ہے جس کا ترجمہ یہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

ڈنڈ کا انتظام ایک شامیانہ کے نیچے کیا گیا تھا۔ ہزیکلیسی گورنر پنجاب کے علاوہ میزبانوں اور مہمانوں کی تعداد اڑھائی صد کے قریب تھی۔ جن میں پنجاب گورنمنٹ کے ممبر اور وزراء، ہائی کورٹ کے جج، ممبران لیجسلیٹو کونسل اور بار کے چیدہ ممبران شامل تھے۔ جام صحت کی تجویز ہزیکلیسی کی طرف سے کی گئی۔ ڈنڈ کے بعد جو تقاریر ہوئیں۔ ان میں چودہری صاحب کو نمایاں خراج تحسین ادا کیا گیا۔

سر جوگندر سنگھ صاحب کی تقریر۔ سر جوگندر سنگھ صاحب وزیر زراعت حکومت پنجاب نے جناب چودہری صاحب کے متعلق وزیر ہند کے خراج تحسین کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ مجھے امید ہے ہمالیہ کی لطیف فضاؤں میں ہینچکر آپ اپنی قوم یا پنجاب میں گندم۔ روٹی اور گنے کے کاشتکاروں کو فراموش نہیں کریں گے۔ ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ آپ ہماری اہم ترین صنعت کی حفاظت کریں گے۔ اور ریلوے کا ممبر انچارج ہونے کی حیثیت آپ ہمیں ہر جگہ آنے جانے کے لئے مفت ٹرانسپورٹ مہیا کریں گے۔

سر گوگل چند صاحب نارنگ کی طرف سے خراج تحسین۔ سر گوگل چند صاحب نارنگ منسٹر لوکل سیلف گورنمنٹ نے تقریر کرتے ہوئے چودہری صاحب کی بار کی زندگی کا تذکرہ کیا۔ جہاں انہیں آپ کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد پھر جب پنجاب ہائمن کمیٹی میں اپنی شمشیر زنی کے جوہر دکھانے پڑے۔ (اس پر کسی نے کہا یہ تلوار کا نہیں بلکہ زبان کا مقابلہ تھا) جب کمیٹی کی رپورٹ لکھنے کا وقت آیا۔ تو ہم میں اتفاق نہ ہو سکا

تاہم ایک بات بالکل واضح ہے کہ چودہری صاحب نے جو کچھ رپورٹ میں لکھا، دیانتداری اور دلی اثرات کے ماتحت لکھا۔ اگر اس وقت ہم کسی طرح متحد ہو سکتے تو پنجاب کے مجوزہ دستور کی صورت اس سے بالکل مختلف ہوتی جواب ہے۔

جناب چودہری صاحب کے ساتھ ایک اور مقابلہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اس مباحثہ کا حوالہ دیا۔ جو سائن کمیٹی کی رپورٹ پر پنجاب کونسل میں ہوا تھا۔ اور جس میں جناب چودہری صاحب نے کامل ساڑھے چار گھنٹہ مسلسل تقریر کی تھی۔ آپ نے کہا کہ مجھے کوئی شبہ نہیں۔ کہ چودہری صاحب اس منصب جلیلہ کیلئے بالکل موزون اور مناسب ہیں اور میرا ہمیشہ سے یہ عقیدہ ہے کہ آپ نہ صرف ایک ہوشیار بلکہ منصف مزاج آدمی ہیں۔ اور مجھے کامل توقع ہے کہ اپنی نئی پوزیشن پر ہینچکر مختلف قوموں میں مساوات کے اصول کو پوری طرح قائم رکھیں گے۔

ریونیو ممبر پنجاب کی طرف سے خراج تحسین۔ خانبہاؤ نواب مظفر خاں صاحب ریونیو ممبر نے گذشتہ زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا پنجاب کونسل میں *Official whip*

کی حیثیت سے پہلے پہل میں نے چودہری صاحب کو خوف اور خطرہ کی نگاہوں سے دیکھا اور خیال کیا کہ یہ بہت زبردست آدمی ہیں جنہیں قابو میں رکھنا مشکل امر ہے۔ مگر آخر کار تجربہ نے مجھے بتایا کہ آپ بہت خوش طبع، نیکدل اور مہربان و ہمدرد دوست ہیں۔ پریذیڈنٹ بار ایسوسی ایشن کا خراج تحسین۔ مسٹر جگن ناتھ صاحب اگر وال پریذیڈنٹ بار ایسوسی ایشن لاہور نے کہا۔ چودہری صاحب ایک اچھے جنگجو، فہیم اور شریف مد مقابل ہیں اور مجھے فخر ہے کہ لاہور ہائی کورٹ بار نے گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کیلئے تین ممبر مہیا کئے ہیں۔

چیف جسٹس کی شاندار تقریر۔ چیف جسٹس سر ڈوگلس یٹنگ نے ظریفانہ انداز میں تقریر کی۔ جس کے دوران میں کئی بار قہقہے بلند کئے گئے۔ آپ نے کہا۔

لیڈیز اور ممبران حیوری! یہ ایک نرالا مقدمہ ہے۔ آپ نے اپیلانٹ کی طرف سے چار ممتاز وکلاء کی تقریریں سن لی ہیں۔ اور فیصلہ کی طرف آپ کی راہ نمائی کرنے میں

دقت محسوس کرتا ہوں جیسا کہ بالعموم ہوتا ہے۔ میں بغیر تیاری کے آیا ہوں۔ علاوہ ازیں ہم نے سرکاری وکیل کی تقریر بھی نہیں سنی۔ ہم نے سنا ہے کہ ایک شخص نے جو بار میں قید تھا۔

ناموافق حالات میں اپنی زندگی کی ابتداء کی۔ کیونکہ وہ ایک مسلم زمیندار تھا مگر اس نے وکالت کا پیشہ اختیار کر کے اپنی قیمت کو بنانا چاہا۔ اس کے بعد ایک منزل کا دور آیا۔ یعنی وہ پنجاب کونسل میں شامل ہو گیا۔ جہاں کہ اس کے کارناموں کی ایک شاندار مثال ہم نے سن لی ہے یعنی ایک موقع پر اس بد قسمت مجمع کو اس نے ساڑھے چار گھنٹہ تک مسلسل مخاطب کیا۔ اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قانونی عدالتوں وہ پہلے کیلئے ایک خطرہ ہے۔ جب وہ میری عدالت میں پیش ہو۔ تو مجھے بہت سنبھل کر بیٹھنا پڑتا ہے۔ مبادا میں حکومت سے کوئی نا انصافی کر بیٹھوں جس ملزم کی مدافعت کی ذمہ داری وہ لے اس کے لئے قانونی سزا سے بچ نکلنے کا بہترین موقع ہوتا ہے۔ اب وہ گورنمنٹ آف انڈیا میں جا رہا ہے۔ اور اس موقع پر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سنٹرل لیجلیچر کے ممبروں پر خدا رحم کرے۔ ان میں سے بہت کم ہونگے جو اسکی فصاحت کے سامنے ٹھہر سکیں۔ قبل اس کے کہ میں آپ کو فیصلہ کی طرف متوجہ کروں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چودہری ظفر اللہ خاں نہ صرف یہ کہ بہترین وکلاء میں سے ایک ہے۔ بلکہ بہترین دفتروں میں سے جو کسی کو مل سکتے ہیں ایک ہے۔

جناب چودہری صاحب کی تقریر۔ جناب چودہری صاحب نے میزبانوں اور مقررین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی تقریر میں ان آئینی تبدیلیوں کا ذکر کیا۔ جو نئے دستور کے رو سے ان کی عدم موجودگی میں پنجاب میں ہونے والی ہیں۔ نئے دستور میں تحفظات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ کانٹے اسی قدر زیادہ چھتے ہیں جتنا زیادہ رو سے ان پر پاؤں رکھا جائے۔ ہر کانٹے ٹیویشن میں تحفظات کا ہونا لازمی ہے اور ہندوستان کے آئندہ دستور میں جو تحفظات رکھے گئے ہیں انکو کالعدم کرنے کا یہی ایک طریق ہے کہ صحیح اور مفاد رائے عامہ پیدا کی جائے۔

آئندہ وزارت اور لیجلیچر کی اگر انصاف اور موزونیت کے احساس کے ساتھ لگائی کی جائے تو تحفظات خود بخود کالعدم ہو سکتے ہیں۔ صحیح رائے عامہ کا پیدا کرنا بے شک مشکل کام

۲۷ مارچ اگر اس کا لہا جائے تو گورنر بخوشی تمام اس امر پر مطمئن ہو سکتا ہے کہ صبح کے وقت گولف کھیلنے، دوپہر سپیالوں سکولوں کے سنگ بنیاد رکھنے اور شام کو لیجلیچر کے ممبران کو دعوتیں دینے میں صرف کرنے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِکَ الْکَرِیْمِ

پردہ اور ہندو دھرم

ویدوں میں پردہ کرنے یا نہ کرنے کا کوئی ذکر نہیں کیونکہ ویدوں میں شریعت کے متعلق بہت ہی کم واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ ہاں منو شاستر ایک ایسی کتاب ہے جس میں شریعت کے مسائل ملتے ہیں۔ اب میں منو شاستر کی اوراق گردانی کر کے دیکھتا ہوں کہ اس کتاب میں پردہ کے متعلق کہاں تک روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس وقت میرے کہنے کی چندال ضرورت نہیں کہ ہندو خصوصاً آریہ پردہ کے نہ صرف مخالف بلکہ اسلام اور مسلمانوں پر طعنہ زن ہیں کہ مسلمان عورتوں کو قید میں رکھتے ہیں۔ اس وقت میں پرگی اور بے پرگی کے عملی نتائج پر کوئی بحث نہیں کروں گا۔ بلکہ اس حصہ کو میں اپنے کسی آئندہ اشو پر چھوڑ دوں گا۔ ہاں اس وقت میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ پردہ کے متعلق ہندو شاستر اور ہندو اکابرین کی کیا ہدایات اور طرز عمل تھا۔ منو سمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۹ میں یہ لکھا ہے کہ لڑکپن میں ماں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتوں کی حفاظت کرے۔ کیونکہ عورتیں خود مختار ہونے کے لائق نہیں۔ پھر منو ادھیائے ۹ شلوک ۷ میں یہ درج ہے۔ اچھے آدمی کے گھر میں عورت محفوظ کی گئی۔ اس پر بھی محفوظ نہیں رہتی۔ پھر منو ادھیائے ۲ شلوک ۲۱۵ میں یہ ہدایت ہے۔ ”ماں بہن لڑکی ان سب کے ساتھ اکیلا مکان میں نہ رہے کیونکہ شہوانی جذبہ بہت بلوان ہے۔ جو پٹنڈوں کو بھی بری راہ کی طرف لیجاتا ہے“ ان مذکورۃ الصدد اقوال میں منو سمرتی میں مردوں کے لئے عورتوں کے متعلق جو ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اسلام کو اس سے اتفاق نہیں۔ کیونکہ اسلام عورت کو بہت بلند پوزیشن دیتا ہے کیونکہ یہ اقوال منو سمرتی میں درج ہیں اس لئے کم از کم میرے ہندو بھائیوں کو اس سے اختلاف کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ ہندو صاحبان جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا مسلمانوں کو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ پردہ کی لعنت کو

اسلام ہی ہندوستان میں لایا۔ اور مسلمانوں کے طفیل ہی عورت کو یہ مصیبت یا قید خانہ ملا۔ ہندو شاستروں کے حوالے تو میں آپ کے سامنے درج کر چکا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ اکابرین ہندو دھرم کا پردہ کے متعلق کیا طریق عمل تھا۔ بالمشکی رامائن میں یہ لکھا ہے کہ شری رام چندر کے ساتھ لڑائی میں راؤن کے مرنے کے بعد میدان جنگ میں اس کی بیوی مندووری آہ وزاری کرتی ہوئی کہتی ہے کہ ”میں تمہاری پٹانی (بڑی بیگم) ہو کر اتنے لوگوں کے سامنے آئی ہوں، ہے ناتھ (خاوند) آج یہ دیکھ کر بھی آپ کی غیرت جوش میں نہیں آتی“ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رامائن کے زمانہ میں جو مہا بھارت سے بہت پہلے کا زمانہ تھا یا جسے ہندو دھرم کا ابتدائی دور کہنا چاہئے۔ اس وقت ہندو شرفا میں پردہ رائج تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مندووری اتنے لوگوں میں آنے پر راؤن کی غیرت سے اپیل نہ کرتی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ رامائن کے زمانہ میں نہ صرف یہی کہ عورت کیلئے پردہ تھا بلکہ اسے عام مردوں میں آنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ مضائقہ نہیں خواہ وہ پردہ کے ساتھ ہی آئے۔ لہذا اس سے صاف ظاہر ہے کہ رامائن کے زمانہ میں جو ہندو دھرم کا ابتدائی دور اور اسلام سے بہت پہلے کا زمانہ تھا۔ اس وقت عورت کیلئے پردہ کی سخت ہدایت تھی۔ اب ناواقف ہندو کا یہ کہنا کہ یہ پردہ کی لعنت اسلام اپنے ساتھ لایا ہے۔ یہ مغربی تعلیم کا اثر اور اپنے مذہب سے ناواقفیت نہیں تو اور کیا ہے۔ حالانکہ ہندو بھائی ساتھ ساتھ اس بے پرگی کے نتائج کو بھی بھگت رہے ہیں لیکن اسلام سے اختلاف مقصود ہے۔ اس لئے باوجود اس کے تلخ نتائج کے بھی نہیں سمجھتے۔ مگر اب تو ہندو دھرم سے بھی میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ خود ہندو شاستروں کی ہی ہدایات اور ہندو اکابرین کا بھی یہی طریق عمل تھا۔ لہذا اب تو پردہ سے

کے ساتھ ہندوؤں کی دشمنی کم ہو جانی چاہئے۔ صرف اسی پر بس نہیں۔ پردہ کے متعلق ہندو شاستروں اور بزرگوں کی اور آراء بھی ملاحظہ کیجئے۔ بالمشکی رامائن میں لکھا ہے کہ راؤن کے مرنے کے بعد جس وقت بھیجیکشن سیتا جی کو رام چندر کے پاس لائے اس وقت اس جگہ سے سب لوگ ہٹا دئے گئے۔ یہ دیکھ کر شری رام چندر نے کہا کہ ”یہ سیتا کی اضطراری حالت ہے۔ اس وقت یہ پردہ کی پوری پابندی نہیں کر سکتی“ اس سے بھی یہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ رامائن کے زمانہ میں عورتوں کیلئے پردہ کی سخت پابندی تھی۔ ورنہ شری رام چندر کو سیتا جی کی بریت کیلئے یہ اعلان نہ کرنا پڑتا۔ رامائن کا زمانہ تو بہت دور کا زمانہ ہے۔ زمانہ حال کے ہندو بزرگ بھی عورتوں کے لئے پردہ ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ سوامی دیانند بانی آریہ سماج ستیا رتھ پرکاش سمولاس ۳ فقرہ ۴ میں یہ لکھتے ہیں کہ ”لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے سے ایک دوسرے سے دو کوس کے فاصلے پر ہونے چاہئیں۔ لڑکیوں کے مدرسے میں سب عورتیں پڑھانے والی ہوں اور لڑکوں کے مدرسے میں مرد ہوں۔ زمانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ مدرسہ میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پائے“ پھر لکھا ہے کہ ”عورتیں اور مرد درشن اور سپریش یعنی دید اور مس سے الگ رہیں“ اب بتلائیے بغیر پردہ کے دید سے الگ رہنا کیسے ہو سکتا ہے کیا اس سے سوامی جی کا یہ صریح مطلب نہیں ہے کہ عورتیں پردہ میں رہیں۔ کیا اب جو آریہ لوگ پردہ کی مخالفت کر رہے ہیں یہ خود رانی نہیں تو اور کیا ہے؟

اب آپ اور دیکھئے کہ خود سمجھدار ہندو عورتیں بھی پردہ کے متعلق کیا کہتی ہیں۔ آل انڈیا آریہ مہلا کانفرنس کا جو جملہ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۸ء کو گوردت بھون میں منعقد ہوا اس کی استقبالیہ کمیٹی کی صدر شری متی پورن دیوی نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ”ہندوؤں میں یہ بہت برا ہورہا ہے کہ پردہ ہٹانے کے ساتھ شوقینی بڑھتی جاتی ہے۔ لڑکیوں پر فیشن سوار ہورہا ہے۔ آنکھ کا پردہ بھی ان میں نہیں ہا ایسے فیشن میں بانہر نکلتی ہیں کہ خواہ مخواہ ہر ایک کی نظر ان پر پڑتی ہے۔ جو ہندو عورتیں کسی پرش کے برے

اچھوتوں کے ساتھ ہندوؤں کا سلوک

”ضلع احمد آباد کے موضع زانو کے اچھوتوں نے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے خلاف پولیس میں یہ رپورٹ کی ہے کہ یہ لوگ برداشت نہیں کر سکتے کہ اچھوتوں کی عورتیں ان کی عورتوں کی طرح تانبے کے برتنوں میں دریا سے پانی بھر کر لائیں۔ انہوں نے کئی اچھوت عورتوں سے تانبے کے برتن چھین لئے۔ اور اس وقت تک واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ جب تک کہ ہر ایک اچھوت چار چار روپیہ جرمانہ نہ دے اور اس بات کا اقرار نہ کرے کہ وہ آئندہ تانبے کے برتن میں پانی بھر کر نہیں لائیں گے۔ پولیس نے گاؤں کے منبردار کے مکان کی تلاشی لی اور اچھوت عورتوں کے چھینے ہوئے برتنوں پر قبضہ کر لیا۔“

اچھوت اور مسلمان

اس مذکورہ الصدر نوٹ میں اعلیٰ ذات کے ہندو جو اچھوتوں کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں۔ اس پر کسی حد تک روشنی پڑ سکتی ہے۔ ہندو خواہ لاکھ اچھوت ادھار اور شادی سبھائیں بنائیں۔ وہ ہرگز اچھوتوں کو مساوات نہیں دے سکتے۔ یہ شرف صرف اسلام کو ہی ہے جس میں کوئی اچھوت نہیں اور جس کا ماٹو ان اکرمکم عند اللہ اتقا کہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں کوئی اچھوت نہیں سب بھائی بھائی ہیں۔ اگر آج ایک بھنگی مسلمان ہو جائے تو وہ ہمارا بھائی ہے۔ اور ایک بڑے سے بڑے مسلمان کے ساتھ پہلو بہ پہلو کھڑا ہو کر نماز ادا کر سکتا ہے اور کوئی طاقت اس کے مندرام نہیں ہو سکتی۔ لہذا اگر اچھوت تمدنی اور روحانی دولت سے مالا مال ہونا چاہے ہیں تو اسکی ایک ہی صورت ہے کہ وہ اسلام کے سایہ رحمت میں آجائیں

کیا وید سائنس کی کتاب ہے؟

۳۱ مارچ ۱۹۳۵ء کا آریہ گزٹ ایک منتر کی تفسیر

اردو زبان ہے۔ جس میں زیادہ اخبارات چھپتے ہیں اور جو ہندوستان کے ہر ایک گوشہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ خود ہندی کے حامی بھی اپنے اخبارات کو اردو میں شائع کر رہے ہیں جس سے یہ صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ خود ہندی کے حامیوں کے دل بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مقبول عام زبان صرف اردو ہی ہے۔

فیروزپور میں زنانہ گورنمنٹ ہائی سکول اور آریوں کی مخالفت

جناب خدیجہ بیگم صاحبہ ایم اے انسپکٹر آف زنانہ سکولز حلقہ لاہور فیروزپور کی بڑھتی ہوئی تعلیمی ضرورت کو دیکھ کر وہاں پر ایک زنانہ ہائی سکول کھولنے کی سفارش کی۔ اس پر آریہ پولیس نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ حالانکہ انہوں نے گورنمنٹ سکول کھولنے کا مشورہ دیا ہے نہ اسلامیہ کا۔ اگر اسلامیہ سکول کا مشورہ ہوتا پھر تو آریہ سماج کی مخالفت کی کچھ پوچھتے ہی نہ۔ مجھے خوشی ہے کہ ۲۱ مارچ کو فیروزپور میں مسلمانوں، ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کا ایک مشترکہ جلسہ ہوا جس میں انہوں نے فیروزپور میں گورنمنٹ زنانہ ہائی سکول کھولنے کی ضرورت پر دھواں دار تقریریں کیں۔ اور ریزولوشن پاس کئے آریہ سماج کا کہاں ایک طرف یہ دعویٰ کہ وہ تعلیم نسواں کی حامی ہے اور کہاں یہ اندھا دھند مخالفت، سوائے اس کے کہ اسکی سفارش کرنیوالا ایک مسلم خاتون ہیں۔ اس مخالفت کی اور کیا وجہ ہو سکتی ہے اور جس ملک میں تعصب کا یہ حال ہو کہ ایک اچھی سے اچھی چیز کی بھی اس لئے مخالفت کی جائے کہ اسکی سفارش کنڈ ایک ہندو دیوی نہیں بلکہ ایک مسلم خاتون ہے۔ اگر وہاں کے لوگ یہ رونا روں کہ ہندوستان کو جلد سوراخ نہیں ملتا تو یہ ان کی صریح غلطی ہے۔

خیال سے چھو جانے سے بھی جان پر کھیل جاتی تھیں اب وہ دوسرے پرشوں کے ساتھ ناچتی ہیں۔“

اب غور کیجئے۔ کہ اور تو اور خود سمجھدار ہندو عورتیں بھی موجودہ بے پردگی کے متعلق اپنی کیا رائے رکھتی ہیں۔ بے پردگی کی صورت میں ہندو صاحبان جن تمدنی مشکلات سے گزر رہے ہیں وہ کسی اخبار میں دوست سے پوشیدہ نہیں ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ کئی لوگ ہندوؤں کی ان مشکلات کو دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہوتے ہوں۔ مگر مجھے خوشی ہے کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں۔ ہندو میرے ہمسائے ہیں۔ میں ان کے دکھ کو اپنا دکھ اور ان کے سکھ کو اپنا سکھ سمجھتا ہوں۔ لہذا میں ہندو دوستوں سے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ اپنے شاستروں کے اقوال اور اپنے اکابرین کے طرز عمل کو پردہ کے متعلق ضرور اختیار کریں۔ اگر آپ ایسا کر سکیں تو یقیناً آپ کی تمدنی مشکلات بہت حد تک دور ہو سکتی ہیں اور اغوا کی تعداد میں نمایاں کمی آ سکتی ہے۔ میں نے محض آپ کی ہمدردی کے لئے یہ مشورہ دیا ہے۔ آگے اسے اختیار کرنا یا نہ کرنا یہ آپ کا کام ہے۔

ہندوستان

ہندی اور شاعر ٹیگور

چند ماہ ہوئے مشہور شاعر ٹیگور نے مدراس میں لکچر دیتے ہوئے یہ کہا تھا کہ ہندی بھاشا (زبان) تمام ہندوستان کی بھاشا نہیں ہو سکتی۔ اور یہ ہے بھی درست کیونکہ ہندی بھاشا جس زبان سے نکلی ہے وہ آج کل قریباً مٹ رہی ہے۔ اور پھر ہندی بھاشا کا رسم الخط ایسا نامکمل ہے کہ اس میں غیر زبانوں کے تلفظ صحیح ادا نہیں ہو سکتے۔ مثلاً ذالک فضل اللہ ہے۔ ہندی میں یہ حال ذالک فجل اللہ ہی بنیگا۔ ہاں ہندوستان کیلئے اگر کوئی زبان ہو سکتی ہے تو وہ

کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

”سب پرکار کی ودیا ایشور نے وید بانی میں بھر رکھی ہے۔ جل ودیا۔ اگنی ودیا۔ اور والوکے آثار چڑھاؤ کی ودیا سے سیدھا مطلب سائنس کی ودیا سے ہے۔“

سوال یہ ہے کہ اگر وید واقعی سائنس کی کتاب ہے اور اس میں سائنس بھری ہے تو ویدوں کے سب سے بڑے ماہر اور عالم پنڈت دیانند کو دنیا کا سب سے بڑا سائنسدان ہونا چاہئے تھا۔ لیکن جہاں تک ہم کو علم ہے۔ سوامی دیانند نے تمام عمر میں کبھی سائنس دان ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں میں سائنس نہیں۔ اور اگر ویدوں میں سائنس ہے تو سوامی دیانند کے متعلق آریوں کا یہ دعویٰ کہ وہ ویدوں کے سب سے بڑے عالم تھے، غلط ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر وید سائنس کی کتاب ہے تو اس کا الہامی ہونا معلوم شد، کیونکہ سائنس دان اکثر دہریہ اور خدا کی ہستی سے منکر ہوتے ہیں۔ لہذا وید کے لئے یہ بات ہرگز قابل فخر نہیں کہ وہ سائنس کی کتاب ہے۔ الہامی کتاب کا سب سے پہلا فرض یہ ہونا چاہئے کہ وہ روحانیت اور عرفان کی باتیں بتائے اور بندوں کا اپنے خالق سے رشتہ جوڑے۔

سوامی دیانند کشتہ ابرک کھاتے تھے

آریہ گزٹ لکھتا ہے۔

”مہاراج (دیانند) ہر دار میں سورج کنڈ پر براجمان تھے۔ پنڈت گنگارام جی نے پوچھا کہ کشتہ ابرک سے تو کا مدیو بڑھتا ہے۔ آپ اس سے کس طرح بچے۔ مہاراج نے کہا۔ ایکانت میں رہو، ناچ تما شے مت دیکھو۔ اوم کا جاپ رات دن کرو۔“

(۳۱ مارچ ۱۹۳۵ء)

لیکن سوال یہ ہے کہ برہمچاری کو کشتہ جات کھانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیا اس کے بغیر روحانیت میں کوئی ہرج واقع ہوتا ہے۔ یا عرفان اور گیان میں کمی آجاتی ہے۔ اگر کوئی مرض ہو، اور ڈاکٹر مشورہ

دے تو بطور دوا استعمال کر لینے میں چنداں ہرج نہیں لیکن ایک مجر و آدمی اور برہمچاری کے لئے ایسی چیزوں کا استعمال کرنا جو ایک خاص جذبہ کو مشغول کرنے والی ہیں موجب تعجب ہے۔

ریت کا بستر اور اینٹ کا تکیہ

یہی آریہ گزٹ اپنے ۳۱ مارچ ۱۹۳۵ء کے پرچہ میں ”پیارے رشی کی پیاری باتیں“ کا عنوان دے کر لکھتا ہے۔

”مہاراج (دیانند) اپنی پرنگیا انوار سب کچھ تیاگ کر صرف ایک لنگوٹ میں گزارہ کرنے لگے۔ گنگا کے کنارے ہی رہتے۔ ریت کا بستر اور اینٹ کا تکیہ رکھتے۔ کوئی بھی کپڑا اپنے پاس نہ رکھتے۔ رات کو بھی کپڑا نہ اوڑھتے نہ ہی کسی کو اپنے پاس رہنے دیتے۔ آریوں کو اپنے مہارشی اور مقدس گورو پنڈت دیانند کے اس روحانیت سے پر نمونہ کی ضرورت تقلید کرنی چاہئے۔ شاید آریہ گزٹ نے یہ سوامی دیانند کی ابتدائی زندگی کا واقعہ لکھا ہے۔ ورنہ بعد میں تو سوامی جی مہاراج بیش قیمت ریشمی لباس استعمال کرتے، سیکنڈ کلاس میں سفر کرتے اور عمدہ عمدہ غذائیں استعمال فرماتے رہے ہیں وفات کے وقت نہایت قیمتی اور آرام دہ سامان گھر سے نکلا اور لاکھ روپیہ سے زیادہ کی جائداد چھوڑ گئے حالانکہ سوامی جی کو بقول ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۱۵۹ دوت جمع نہ کرنی چاہئے تھی۔ بلکہ ستیا رتھ پرکاش کے صفحہ ۱۶۳ کی ہدایات کے مطابق ”کیا ال یعنی بھیک مانگنے کا برتن درخت کی جڑ میں قیام اور نہایت سادہ کپڑے اور سب کے اوپر یکساں خیال کرنا، کسی سے محبت اور نہ کسی سے دشمنی“ اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے تھا۔

گوروکل کانگری کی کیا بنا؟

گوروکل کانگری آج تباہی کے نزدیک ہے۔ اس تباہی کے لئے دو چیزیں ذمہ دار ہیں۔ ایک تو گوروکل سکشن

کے اندر پارٹی بازی اور دوسری ڈسپلن کی کمی۔ یہ پارٹی بازی بہت دیر سے چلا آتی ہے۔ اس کی تہ میں وہ خود غرض شخص کام کر رہا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح سے میں پنجاب کا لیڈر بنوں۔ مہاتما ہنسراج جی کو یہ شخص نیچا دکھانے کی کوشش کرتا رہا۔ سورگیہ سوامی شر دھانند کے پیچھے یہ شخص ہاتھ دھو کر پڑا رہا۔ سورگیہ لالہ لاجپت رائے کو یہ شخص گروکل کے منصوبے باندھتا رہا۔

ڈسپلن پہلے تھا۔ لیکن اب نہیں ہے۔ اس کے لئے وہ دو اشخاص ذمہ دار ہیں جو عزت کے بھوکے ہونے کی وجہ سے گوروکل کو چھوڑ کر کانگریس کے پیچھے دوڑے۔ اگر گوروکل کو چھوڑ کر آیا کرتے تو اس میں چنداں ہرج نہ تھا۔ لیکن اپنے ساتھ یہ گوروکل کو بھی کانگریس میں لے گئے۔ خود گوروکل پارٹی کے ایک اعلیٰ رکن تھے۔ (جو ایک وقت گوروکل کانگریس کے سب سے بڑے پیادہ بیکاری تھے اور جو خیالات کے لحاظ سے کانگریسی ہیں) کیا ان اشخاص کی یہ سب سے بڑی غلطی تھی۔ گوروکل ایک تعلیمی سوسائٹی ہے۔ اس لئے اسے کسی طرح کے پروپیگنڈے کے لئے استعمال کرنا اس کے اغراض و مقاصد کے خلاف جانا ہے۔

پچھلے کئی دن تک گوروکل میں کئی طلباء نے بھوک ہڑتال کر رکھی تھی۔ کہا جاتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ گوروکل کے منتظمین کا رویہ لڑکوں کی طرف روکھا سا ہو گیا ہے ان کی طرف سے اب وہ پریم کبھی بھی ظاہر ہونے میں نہیں آتا۔ جو سوامی شر دھانند کے وقت دیکھنے میں آتا تھا۔ دوسری طرف منتظمین کی شکایت ہے کہ لڑکے ڈسپلن کو بھول چکے ہیں۔ ان حالات میں منتظمین کو پہلے ایک پرنسپل بدلنا پڑا۔ پھر دوسرا۔ ایک بار تو فیصلہ کیا گیا کہ گوروکل کو بند کر دیا جائے اور استادوں کو رخصت دیدی جائے۔ غالباً اسی وجہ سے کئی دن گوروکل بند بھی رہا۔ اب سنتے ہیں کہ فریقین کے درمیان سمجھوتہ کی کوشش ہو رہی ہے۔ (دہندو)

ضرور ملاحظہ کیجئے!

نور کی نئی چٹیں عنقریب لکھی جائیں گی اگر کسی دوست کا پتہ قابل اصلاح ہو تو اس کے متعلق جلد اطلاع دیں تاکہ جلد چٹوں میں اسکی اصلاح ہو سکے۔
منیجر نور قادیان پنجاب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کا اعلان جماعت احمدیہ قادیان کے متعلق

صبر سے کام لو اور گالیوں اور مار پیٹ کا بدلہ
زبان اور ہاتھ سے لو

۳ مارچ کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ
نے حسب ذیل اعلان جماعت احمدیہ قادیان کیلئے رقم فرمایا
جو یوروں پر لکھ کر محلوں کی مساجد اور احمدیوں میں رکھا گیا۔
”تمام محلوں کے بریڈیٹوں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ رات کو میان محمد علی
صاحب صدیقی سے جو لڑائی ہوئی ہے اور اس کے بعد انہیں ایک گھر میں بند
کر کے جو بعض احرار نے مارے ان واقعات سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ یہ سب کو شمش و فوم ۱۴ کو لبا کرنے کیلئے کیجاتی ہے احباب کو معلوم
ہے کہ اس وقت حکومت کا ایک حصہ ہماری دشمنی پر تلاء ہوا ہے
اور ہمیں بدنام کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر بہت
احتیاط کی ضرورت ہے جب نگران ہی دشمنی پر تلے ہوئے ہوں تو
خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ ادنیٰ تاثر سے یہ امر معلوم ہو سکتا ہے
کہ عین دفعہ ہم ان کے خاتمہ کے وقت اس قسم کی لڑائی کرانے کی کوشش
بے وجہ نہیں ہو سکتی اور پھر ان لوگوں کی اس میں شمولیت جن کی
دکانوں پر پولیس کے بہت سے سپاہی بیٹھے ہیں اور بھی شبہ
پیدا کرنے والی ہے۔“

ان حالات میں میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے
جذبات کو قابو میں رکھیں اور مار کھا کر بھی خاموش رہیں۔ گالیاں
نہیں اور پروانہ نہ کریں۔ بلکہ احرار اور ان کی پشت پناہی والے
حکام کی ان کوششوں کو جو وہ سلسلہ کو بدنام کرنے کیلئے کر رہے ہیں
صبر اور تحمل کے ذریعہ سے ناکام کر دیں۔ یہ شک یہ کام مشکل ہے
لیکن مومن سے امید کی جاتی ہے کہ وہ مشکل مشکل امتحان میں کامیاب ہو
عزیزو! یہ وقت ابتلا کا ہے۔ حکومت کا ایک حصہ ہمارے
دشمنوں سے مل کر ہمارے خلاف کھڑا ہے اور ہم کمزور ہیں۔
لیکن ہمارا بھروسہ خدا تعالیٰ پر ہے۔ ہمیں ذلیل کرنے کی کوشش
کی جارہی ہے۔ مگر ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے ذلیل نہیں ہو گے
ذلیل وہ عداوتیں ہوں گے جو ملک معظم سے تنخواہ پا کر ان کی
نمک حرامی کر رہی ہیں یا احرار ہوں گے جو حریت کا دعویٰ کرتے ہوئے
اسوقت ظالم کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن رہے ہیں۔ تم صبر سے کام
لو اللہ تعالیٰ افسروں کے دل پر حقیقت کھول دیگا۔ اور انشاء اللہ
وہ اپنی ذمہ داری محسوس کرنے لگیں گے۔ تھوڑے دن میں ہی خدا تعالیٰ
اپنا ہاتھ دکھائیگا۔ اور دشمنوں کو ان ارادوں میں ناکام کر دیگا
اور ہماری مظلومیت اور برأت کو ظاہر کر دیگا۔

بس صبر سے کام لو اور گالیوں اور مار پیٹ کا بدلہ زبان اور
ہاتھ سے نہ لو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے آگے فریاد کرو کہ اسوقت اسکے
سوا کوئی تمہاری آواز سننے کے لئے تیار نہیں۔

شاہکسار مرزا محمود احمد

میرزا سب کیوں بنایا؟

یہ وہ تقریر ہے جو جناب قاضی محمد یوسف صاحب
فاروقی احمدی نمائندہ جماعت احمدیہ پشاور نے آریہ سماج چھاؤنی
پشاور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۱۴ اپریل ۱۹۳۵ء کو ”مذہب
اسلام“ کی طرف سے آدھ گھنٹہ کے وقت میں مختصر طور پر سنائی
صاحب صدر۔ محترم بیگمات و معزز حاضرین!
اسلام کا خدا رب العالمین ہے

پہلی بات کہ میرا دھرم یا مذہب اسلام مجھے کیوں
پیارا ہے یہ ہے کہ وہ جو بیس گھنٹوں میں چونتیس بار الحمد للہ
رب العالمین کا اقرار کرتا ہے۔ یعنی سب تعریف اور ثنا
صرف اس خدا یا پرہیزگار کے واسطے ہے جس کا نام اللہ

ہے۔ یہ نام اللہ صرف ہماری الہامی کتاب نے دنیا کے
آگے پیش کیا ہے جو خدا کا ذاتی نام ہے اور کسی دوسرے
موجود پر نہ حیاں ہوتا یا بولا نہیں جاتا ہے۔ پس وہی
اللہ ہر حمد و تعریف کے لائق ہے۔ جو نہ صرف اہل عرب
یا ایشیا یا یورپی دنیا یا مسلمانوں کا رب ہے بلکہ جمیع اقوام
عالم تمام روئے زمین کی مخلوقات بلکہ تمام نظام عالم کے
کروں اور اس کے باشندوں کا نیست سے بہت کرنے والا
اور انکو ادنیٰ حالت سے اعلیٰ کی طرف ترقی اور عروج دینے
والا خدا ہے۔ اس کی ربوبیت کسی خاص ملک قوم یا مذہب
زمانہ تک محدود نہیں وہ جمیع مذاہب یہود۔ ہنود۔ پارسی۔
برہم۔ سکھ۔ جین۔ عیسائی۔ مسلمانوں وغیرہ سب کا رب ہے
وہ سب کا پیدا کرنے والا۔ پالنے والا اور سب پر فطاری
کرنے والا خدا ہے۔ سب کا خدا ہے واحد لا شریک ہے
سب کا مشترک رب ہے۔ یہ وہ اقرار ہے جو ہر مسلمان
ہر روز کم از کم ۴۴ بار کرتا ہے۔ یہ خصوصیت سوائے
اسلام کے دوسرے دھرم میں نہیں۔ اس واسطے مجھے
میرا مذہب اسلام پیارا ہے۔

اسلام کا خدا رحمان یعنی بغیر کرموں کے انعام کرنے والا
اور کرموں کا لا محدود پھل دینے والا ہے۔
دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ الرحمن اور الرحیم ہے

یعنی وہ وہ خدا منواتا ہے جس نے ہم کو بغیر ہمارے کرموں کے
پھل دیئے بلکہ ہماری نسل انسان کی پیدائش سے پیشتر ہم کو
زمین دی۔ آسمان کے اندر سورج اور اس کے تمام نظام
شمسی کے ستارے، ان کی روشنی اور تمازت، قوت نمو
اور زمین اس پر کثرت سے تازہ اور عمدہ ہوا۔ پھر کثرت سے
پانی، بے انتہا غلہ و نانج و پھل پھول۔ پھر پہاڑ، درخت
حیوانات اور جمادات۔ معدنیات دے۔ پھر سب سے آخر
مخلوق مجھے بطور انسان بنایا اور مجھے حکم دیا سنو لکھ
ما فی السموات والارض۔ و سنو لکم اللیل والنهار
والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامر
وهو الذی سنو البحر لتا کوا منه لحما طریفا۔
وہ تمام چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں یہ صرف تمہارے
فائدے اور استعمال اور خدمت کے واسطے ہیں اسی خدا
نے سمندر کو بھی تمہارا خادم بنایا کہ تم اس سے تازہ بتازہ
گوشت کھاؤ۔ الغرض یہ سب اشیاء میری پیدائش سے
پہلے ہوئے اور میں بعد میں ہوا۔ اور اس کی رحمانیت نے
بغیر میرے کسی کرم کے یہ انعامات مجھے عطا کئے۔ اگر یہ
اشیا مجھ سے پہلے وجود پذیر نہ ہوتے تو میں نہ ہوتا میری
پیدائش اور زندگی کا سارا دار و مدار ان اشیاء پر تھا۔ اس
واسطے ان کو پہلے بنایا۔ اور مفت عنایت کئے اس واسطے
میرا دھرم کہتا ہے کہ سب کچھ جو مجھے ملا ہے۔ کرموں کا
پھل نہیں بلکہ اسکی رحمانیت کا نتیجہ ہے۔ البتہ جب اس
نے مجھے انسان بنا کر ان اشیاء سے کام لینا چاہا تو اس نے
مجھے بہترین صورت دی جیسا کہ لقد خلقنا الانسان
فی احسن تقویم سے ظاہر ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین
ترکیب سے متشکل کیا۔ اور پھر فرمایا ولقد کرہنا بنی آدم
ہم نے آدم کی اولاد کو تمام مخلوقات پر فضیلت اور فوقیت
دی۔ اور وہ جو ہر عقل اور ارتقائی مادہ کے سبب سے
ہے کہ میں ان مادیات اور حیوانات کے وجود سے مختلف
قسم کی چیزیں بنا سکتا ہوں چنانچہ امریکہ اور یورپ
کی مادی ترقیات۔ ایجادات اور روحانی کمالات اس
بات پر زندہ گواہ ہیں کہ انسان کیا کچھ کر سکتا ہے اس کی
محنت اور مشقت کس حد تک بار آور ہو سکتی ہے مثلاً اگر
میں بڑھ یا پیل کے درخت کا ادنیٰ تخم بوتا ہوں تو وہ اس

نام بھی ہو سہمہ کم المسلمین کہہ کر خود مسلم رکھا جس کے معنی میں خدا کا کامل فرمانبردار یا صلح یا امن سے رہنے والا جس کے ہاتھ اور زبان سے مخلوق خدا کو سکھ ہی سکھ پہنچے۔ چونکہ یہ خصوصیات سوائے اسلام کے کسی دوسرے دھرم میں بدیں تشریح موجود نہیں اور نہ کسی دوسرے دھرم کی الہامی لپٹک نے یہ کام بتایا نہ اپنے پیروکار کا نام رکھا اس لئے میرا مذہب اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام ہی صرف خالص توحید سکھاتا ہے چھٹا سبب یہ ہے کہ میرا دھرم مجھے کہتا ہے کہ تم لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کہو۔ گویا یہ اقرار کرو کہ اللہ ایک ہے وہ اپنی ذات اور صفات میں بیکتا اور بے مثل ہے۔ ایسے کمالہ شئی۔ کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور اس کے ساتھ کہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ایک بندہ اور تمہارے جیسا انسان ہے۔ اذالبشر مثلكم البتہ وہ خدا سے ہمکلام ہوا۔ اور ہمارے لئے اس کا رسول اور پیغام رساں ہو کر آیا۔ اسی نے ہم کو صرف ایک خدا کی عبادت اور اطاعت کی تعلیم دی اور شرک سے نفرت دلائی۔ علاوہ ازیں یہ بھی تعلیم دی لوکان فیہما الہما الا اللہ لہندتا (القرآن) یعنی اگر زمین اور آسمان میں ایک اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہوتا یا متعدد خدا ہوتے تو ضرور تھا کہ نظام عالم کے انتظام میں یہ باقاعدگی جو موجود ہے نہ رہتی۔ کثرت معبودوں کے باعث کثرت آراء ہوتیں اور اختلاف واقع ہو جاتا جس کا نتیجہ باہمی تصادم اور فساد ہوتا۔ لہذا نظام عالم کا خالق و مالک اور مختار کل صرف ایک ہی ذات ہے جو اللہ ہے یہ خالص توحید صرف اسلام نے سکھائی اس لئے میرا دھرم اسلام مجھے پیارا ہے۔

اسلام ہر انسان کو پیدا ہونے کے پہلے ہی پاک کہتا ہے ساتواں سبب یہ ہے کہ میرا دھرم یہ تعلیم دیتا ہے کہ خدا کے تعالیٰ نے انسان کو پاک اور بے عیب بنایا۔ اور پیدا ہونے کے پہلے ہی وہ گنہگار نہیں بلکہ معصوم ہے اور خدا تعالیٰ کے پاک روح سے حصہ دار ہے جیسا کہ فرمایا: اذا سویتہ ونفخت فیہ من روحي جوفت میں نے انسان کو مکمل کر دیا تو اس میں اپنی روح پھونک دی

بادشاہ مختار کل ہوتا ہے جس شخص کے ساتھ جیسا سلوک چاہے کرے اس سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون خدا تعالیٰ سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں کہ اس نے فلاں شخص کو اس قدر انعام یا پھل کیوں دیا۔ اس طرح ہمیں متوجہ کیا کہ ہم اپنے اقوال و افعال میں محتاط رہیں۔ چونکہ یہ تعلیم اس وضاحت کے ساتھ دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔ اس لئے میرا مذہب اسلام مجھے پیارا ہے۔ اسلام صرف واحد خدا کی عبادت اور اسی کے امداد طلبی کی تعلیم دیتا ہے!

چوتھا سبب یہ ہے کہ میرا مذہب مجھ سے اقرار کرتا ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ یعنی ہماری عبادت۔ بندگی اور تابعداری کے اظہار کے لئے صرف ایک خدا ہے جس کا کوئی دوسرا شریک نہیں وہ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد ہے یعنی اللہ کا کوئی ماں باپ نہیں نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی رشتہ دار وہ لا الہ الا اللہ ہے، وہ صرف ایک خدا ہے کوئی دوسرا معبود اس کے ساتھ شریک نہیں۔ ہم اپنی تمام ضروریات اور حاجات میں اسی ایک خدا سے مدد اور استعانت طلب کرتے ہیں کسی دیوی یا دیوتا۔ بت یا انسان۔ جاندار یا بیجان چیز کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتے یہ خالص توحید پرستی صرف میرا ہی مذہب سکھاتا ہے۔ اس لئے مجھے میرا مذہب اسلام پیارا ہے۔

اسلام امن اور صلح کا مذہب ہے پانچواں سبب یہ ہے کہ میرا خدا میری الہامی لپٹک میں فرماتا ہے کہ وہ السلام ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرا یا سلامتی اور امن والی ذات ہے اور جو دھرم اس نے ہمیں دیا اس کا نام رضیت لکم الاسلام دینا فرما کر خود بتایا کہ میں نے تمہارے لئے جو مذہب پسند کیا ہے وہ اسلام ہے جو صلح اور آشتی یا کامل اطاعت اور فرمانبرداری کا مذہب ہے۔ اس مذہب پر عمل کرنے سے دارالسلام ملتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا واللہ یدعوا انی دارالسلام۔ اللہ تم کو دارالسلام کی طرف بلاتا ہے جو سلامتی۔ صلح اور امن کا گھر ہے۔ اسلام کی پیروی کرنے والوں کو

میں ایک عظیم الشان درخت پیدا کر دیتا ہے۔ اگر جو ایک دانہ بوتا ہوں تو وہ ایک سٹہ یا پھلی پیدا کر دیتا ہے جس میں کئی سو دانے ہوتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ وہ میرے محدود کرم کا غیر محدود پھل یا معاوضہ دیتا ہے۔ کیونکہ وہ الرحیم بھی ہے۔ اس نے اپنی رحمانیت سے ہر ملک ہر زمانہ اور ہر قوم میں نبی اور رشتی بھیجے۔ ان سے ہمکلام ہوا۔ اس کلام میں اس نے قوموں۔ ملکوں اور زمانوں کے مناسب حال شریعت یا ہدایت اتاری۔ مجھ میں قوت عمل رکھی اور مجھے کہا کہ تیرا عمل تیرے کام آئے گا۔ کل نفس بما کسبت رھنتہ لھا ما کسبت و لکم ما کسبتکم۔ یعنی ہر شخص اپنے کئے کا خود ذمہ دار ہوگا۔ ایسے انسان الا ما سئلے ہر انسان کے لئے سعی اور کوشش لازمی ہے۔ البتہ ہمارے نیک کرم کا پھل اتنا نہیں جتنا کہ ہمارا نیک کرم ہے بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ الرحیم ہے چونکہ میرا مذہب مجھے ایسی پاک تعلیمات دیتا ہے جو حفظ رحمان اور رحیم میں مذکور ہیں اور خدا کی یہ دونوں صفات دوسرے مذاہب میں اس تعریف اور خوبی کے ساتھ نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے مجھے میرا مذہب اسلام پیارا ہے اسلام کا خدا اگر مومن کا پھل دینی میں مختار کل ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ میرا مذہب کہتا ہے کہ ہمارا رب مالک یوم الدین ہے یعنی ہمارے تمام حرکات و سکنات۔ اقوال و افعال بار آور اور نتیجہ خیز ہوں گے۔ خواہ وہ ایک ذرہ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ یعنی جو کوئی نیک یا بد جیسا عمل کرے گا۔ خواہ وہ ایک ذرہ بھر ہی ہو ضرور اپنے کئے کا پھل پائے گا۔ اقوال اور اعمال پر نتائج مرتب کرنے میں ہمارا خدا مالک۔ بادشاہ اور مختار کل ہے کسی کے مشورے یا امداد کا محتاج نہیں۔ وہ بالکل خود مختار اور آزاد ہے۔ پس ایک طرف تو ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم اپنے اقوال اور افعال کے نتائج کی ضرور امید رکھیں دوسری طرف یہ بتاتا ہے کہ وہ نتائج کسی کے مشورہ یا سفارش پر منحصر نہ ہوں گے۔ بلکہ آزاد ہوں گے۔ تیسرے جیسا کہ

عربی کی روشنی میں

یورپ عرب اطباء کا شاگرد

(از جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی)

عرب کی طب بحر مواج کی طرح عرب سے دور راستوں میں منقسم ہو جاتی ہے یعنی ایک طرف تو ایران اور نواح ایران کو ہوتی ہوئی ہندوستان کا رخ کرتی ہے اور دوسری طرف اطالیہ کو ہوتی ہوئی یورپ پہنچتی ہے۔

تاریخ کی یہ ایک حقیقت ثابت ہے کہ جب فضلاء عرب آسمان علم و فن پر نیر تاباں کی طرح نور پاشی کر رہے تھے۔ اور جس وقت عرب تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ اس وقت اہل مغرب جہالت کے ظلمتکدہ میں آوارہ سرگرداں تھے۔ توہمات کے بادل ان پر چھائے ہوئے تھے اور کلیسیا کے اقتدار اور پاپا روم کے جابرانہ اور قدامت پسندانہ قوانین نے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا۔

اس وقت اس ظلمت خانہ ارضی کو انوار و برکات علمیہ سے منور کرنے کا شرف عربوں کو حاصل ہوا چنانچہ ابن رشد اور فضلاء عرب کے فلسفہ نے اہل مغرب کے قلوب و اذہان کو تاریکی اور نزہت بخشی اور راہ نجات کی طرف رہبری کی۔ کلیسیا کے ارباب اقتدار یہ دیکھ کر بے حد خوف زدہ ہوئے۔ اور ان کی ریشہ دوانیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابن رشد اور فیلسوفان عرب کی تعلیم ممنوع اور اس تعلیم کے حاصل کرنے والے واجب التعمیر قرار دیئے گئے عرصہ تک اہل مغرب مذہبی منافرت اور قومی تعصب کی بنا پر عربوں کے علوم و فنون سے سخت متنفر رہے۔

لہٰذا ان فضلاء عرب کے تصور کے سلسلے میں جنہوں میں مغرب میں اپنے علوم و فنون کی بارش کی ہے۔ اسحق بن عمران کا نام خصوصاً قابل ذکر ہے۔ جس نے خلیفہ زیادہ بن اغلب کے عہد میں افریقہ پہنچ کر سب سے پہلے اپنے طبی فیوض علمیہ کے چشمے جاری کئے۔ منہ

جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پیدائشاً روح اللہ یعنی معصوم ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ فطرۃ اللہ الیٰ فطر الناس علیہا۔ انسان فطرت اللہ پر پیدا ہوا ہے جس کی تشریح حدیث میں اس طرح ہے کہ کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام۔ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ پیدائشاً فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے یعنی فرمانبردار اور مسلمان ہوتا ہے۔ گنہگار نہیں ہوتا۔ انسان کی فطرت اس وقت بگڑتی ہے جب وہ بالغ ہو کر غلط کاریاں شروع کر دیتا ہے اور خلاف فطرت و شریعت کام کرتا ہے۔ اس کے اعمال کا اعتبار اس وقت شروع ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ صحیح العقل، صحیح البدن ہو، خداوند تعالیٰ نے انسان کو صحیح فطرت پر قائم رکھنے کے لئے عقل۔ قوت تمیز۔ الہام۔ پیغامبر۔ شریعت اور دستور العمل جیسی چیزیں عطا کیں اور اس کو صحیح عقائد۔ اخلاق اور اعمال کی تعلیم دی۔ غلط راہوں سے روکا اور ہر دو راستوں کے نتائج سے آگاہ کیا۔ پس یہ تعلیم کہ انسان پیدائشی طور گناہ سے پاک اور معصوم ہے اور کسی پہلے جنم کے بد نتائج بھگتنے سے بری ہے صرف اسلام نے دی۔ اس لئے میرا دھرم اسلام مجھے پیارا ہے اسلام کے خدا کی صفات ازیٰ اور ابدی ہیں اٹھواں سبب یہ ہے کہ وہ مجھے تعلیم دیتا ہے کل من علیہا فان ویبقی وجد ربک ذوالجلال والاکرام۔ یعنی دنیا میں جس قدر چیزیں ہیں ان پر ہر وقت فنا اور تغیر و تبدل کا قانون جاری ہے ایک حالت پر قائم اور دائم رہنے والا صرف تیرا رب ہے جو بڑے جلال اور عزت والا ہے۔ اس لئے ہمارا خدا جیسا کہ وہ زمانہ ماضی میں سمیع سننے والا مبینہ دیکھنے والا اور کلیم بولنے والا اور حکام موعظنے والا تھا۔ وہ زمانہ حال میں بھی ایسا ہی ہے اور زمانہ مستقبل میں بھی ایسا ہی رہے گا وہ تغیر و تبدل اور فنا سے پاک اور بری ہے جس طرح وہ زمانہ ماضی میں ملک ہندوستان میں وید مقدس کے چاروں رشیوں حضرت سری کرشن جی، راجندر اور حضرت گوتم بدھ سے چین میں حضرت کنفیوشس سے، ایران میں حضرت زرتشت

چنانچہ نویں صدی عیسوی میں فرانس اور اطالیہ کے فرمانروا اور رومنوں کے شہنشاہ شارلمین کے پوتے نے جب عربی سے حکمت و فلسفہ کا ترجمہ کرانا چاہا۔ تو اس پر پادریوں نے کفر کا فتوے لگا دیا۔

رفتہ رفتہ یہ جذبہ نفرت کم ہوتا تا آنکہ محاربات صلیبیہ کے دوران میں مسیحی اقوام ممالک مصر و شام پر حملہ آور ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں کے علوم و فنون کو صحیح طور پر سمجھا۔ اب انہوں نے اپنے علماء کو بلاد اسلامیہ میں بھیجا تاکہ وہ عربی علوم کا اپنی زبانوں میں ترجمہ کریں۔ فریڈرک دوم مسلمانوں کے تہذیب و تمدن سے اس درجہ متاثر ہوا کہ اس نے اپنے دربار کو اسلامی دربار کا نمونہ بنایا۔ اسلامی وضع و قطع اور طرز کا اتباع کیا گیا اور اکثر عرب علماء کو اس کے دربار میں اثر و رسوخ حاصل ہوا۔

مشہور فرانسیسی مستشرق پروفیسر ریناڈ ریناؤ *Renan* نے اپنی تحریر حروف صلیبیہ کے بعد مشرق اور یورپ کے علمی اتصال میں اس قسم کی پانچ تصویریں شائع کی ہیں جن میں یورپ میں عرب اطباء کے قیام کرنے اور وہاں عجیب غریب معالجات کرنے کا سراغ ملتا ہے۔

ان تصاویر میں سے تین تصویریں شاہان مغرب کے معالج سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایک تصویریں شاہان صقلیہ میں سے ایک بادشاہ کو اس حیثیت میں دکھلایا گیا ہے کہ عرب اطباء اس کا علاج کر رہے ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ اسی فریڈرک دوم کی تصویر ہے جو ۱۱۹۲ء میں جلوس آرائے تخت سلطنت ہوا تھا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ یہ چارلس دوم المتوفی ۱۲۸۵ء کی شبیہ ہے جس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ اس نے کئی مرتبہ علاج و معالجہ کے لئے مراکش اور مصر سے عربی اطباء بلائے تھے۔ یہ تصویر "الہلال" کلکتہ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۸ء میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

پروفیسر ریناڈ کی تصریحات سے ثابت ہے کہ مغرب کے بادشاہ جب کسی اہم بیماری میں مبتلا ہوتے تھے۔ تو عرب اطباء بلائے جاتے تھے۔ اور آج جب ایشیا کے امرا بیمار ہوتے ہیں تو یورپ کے ڈاکٹر یاد کئے جاتے ہیں۔ اللہ اللہ زمانے کے تغیرات بھی کس قدر

حیرت انگیز ہیں

میرے تغیر حال پر مت جا
اتفاقات ہیں زمانے کے

الغرض مشرقی علوم و فنون کو یورپ میں مسلمانوں نے پھیلا دیا۔ اور پانچ چھ صدیوں تک ان کے علم و فضل کا غلغلہ فضائے مغرب میں بلند رہا۔ جسے کہ اٹھارویں صدی عیسوی میں یورپ کے درو دیوار عربی علم و حکمت کے آفتاب کی تابانیوں سے متور رہے۔ ڈاکٹر ڈیر گت اور لیبان۔ جرجی زیدان۔ اور موسیو لیبان وغیرہ مؤرخین و مستشرق کو اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ پندرہویں صدی تک یورپ میں علاج و معالجہ کا دار و مدار تمام تر عرب اطباء اور عربی طب پر تھا۔ موسیو لیبان کہتا ہے:-

”پندرہویں صدی تک یورپ کے کسی ایسے مصنف کا حوالہ دینا دشوار ہے جس نے محض عربوں سے نقل نہ کیا ہو۔“

سرطامس کی رائے ہے کہ:-

”عربوں کے ذریعہ طبی نظام عمل مغرب میں آیا اور رواج پذیر ہوا۔ تاںکہ سترہویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی سے طب جدید کا دور شروع ہوا۔“

طب عربی سدانو کے راستہ سے یورپ میں پہنچی جہاں نویں صدی عیسوی میں ایک شاندار طبی دارالعلوم قائم ہوا اور تیرہویں صدی عیسوی تک اہل مغرب اس حتمہ فیض سے سیراب ہوتے رہے اور یہ اسی کی برکت تھی کہ اس کے بعد فرانس۔ آسٹریلیا۔ اٹلی وغیرہ میں طبی کالج قائم ہوئے۔ جہاں شیخ۔ ابن رشد اور بقراط و جالینوس کی تالیفات کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی۔ ورنہ اطالیہ کے شہر سدانو کے دارالعلوم کے قیام سے پہلے یورپ میں قانون اور دیگر علوم و فنون کی طرح طب کے مسائل کی تعلیم بھی (جو اس دور میں محض محدودے چند ذاتی تجربات، معتقدات اور توہمات پر مشتمل تھی) سرائوں اور خانقاہوں ہی میں دی جاتی تھی۔ یہ صرف اس دارالعلوم کا فیض تھا جس کے ذریعہ عرب اکابر علم و فضل نے عربی شان و شکوہ اور جاہ و جلال کے ساتھ یورپ میں پہنچ کر منصبی اور علمی علم طب کو رواج دیا۔ غرض تیرہویں صدی عیسوی کے بعد آہستہ آہستہ مغرب

میں طب پھیلی اور اس شان سے پھیلی کہ عربی نظام طب تمام مغرب پر چھا گیا۔ تمام مستند کتب طبیہ لاطینی اور انگریزی زبان میں ترجمہ ہوئیں۔ قانون شیخ کا ترجمہ لاطینی، فرانسیسی اور انگریزی تینوں زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ اسی طرح ابومروان، ابن عبد الملک، یحییٰ ابن ماسویہ، اور زہراوی کی تالیفات ترجمہ ہوئیں۔ اور داخل نصاب کر دی گئیں۔ چنانچہ مستشرقین نے بجا طور پر اس حقیقت صحیحہ کا اعتراف کیا ہے کہ ازمنہ وسطیٰ میں یورپ کی تمام درسگاہوں میں حکماء عرب کے فلسفہ کی طرح ان کی طب بھی پڑھائی جاتی تھی اس طرح چمنستان مغرب میں بہار آئی۔ اور بحری علوم طبیہ جابجا پھیل گئے۔ اب مختلف طبی جماعتوں نے فن کے مختلف شعبوں پر مختلف نقطہ ہائے نظر سے نگاہ کی۔ مسائل و نظریات کی ایک نئے انداز سے تہویب کی گئی اور ان پر ایک مخصوص طرز میں کتابیں لکھی گئیں۔ قیاسات کی جگہ زیادہ تر تجربہ اور مشاہدہ کو رواج دیا گیا۔ مسئلہ دوران خون پر (جسے ہاروے کی دریافت قرار دیا جاتا ہے اور جو درحقیقت آئمانیس کی اکتشاف ہے) مبسوط مقالات لکھے گئے اور خوردبینی ترقیات کی بنا پر علم جراثیم کے اکتشاف عالم وجود میں لائے گئے۔ حتیٰ کہ طب جدید (ایلوپتھی) بتائی۔ ان تاریخی بصائر کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہے کہ طب جدید کے نظام طب اور نظام الاذی کا یہ دفتر (جو آج سرتاسر التحل کی آمیزش کی وجہ سے غرق مئے ناب ہے) تمام تر طب قدیم کا رہین منت ہے گویا مغربی طب جدید اصولاً عربی طب قدیم ہے۔ جو بعض مسائل میں رد و بدل کر کے ایک نئی طب قرار دے لی گئی ہے۔

نمائندگان مجلس مشاورت کو اطلاع

مجلس مشاورت پر احمدیہ جماعتوں کی طرف سے جو نمائندے مجلس مشاورت پر تشریف لائیں۔ ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اپنی جماعتوں کے جدید عہدیداروں کی فہرستیں ہمراہ لائیں۔ یہ عہدیدار یکم مئی ۱۹۳۵ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء تک تین سال کیلئے ہونگے۔ ایام مجلس مشاورت میں دفتر اجلاس کے ختم ہونے کے بعد دو گھنٹہ کیلئے کھلا رکھا گیا۔ جو کارکن دفتر میں ڈیوٹی پر حاضر ہو۔ فہرستیں اسکو ناظر اعلیٰ ۹ اپریل ۱۹۳۵ء سے دیں۔

وصایا

وصیت نمبر ۳۳۷

منکہ محمد حسین ولد فتح محمد قوم شیخ ساکن سامانہ ڈاکخانہ خاص تحصیل بھوانی گڑھ ضلع سنام ریاست پٹیالہ بقائم ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹ ۱۲ ۱۳۵۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد کوئی نہیں۔ بلکہ میری آمدنی ماسوار اور مطلق مبلغ -/- ۱۵ روپیہ ہے۔ میں اس کا دسواں حصہ تازلیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میرا جسدِ متروکہ ثابت ہوا اسکے بھی ۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط العبد محمد حسین احمدی سامانہ۔ حال قادیان۔ گواہ شہد عبدالوحید خاں احمدی سنوری۔

گواہ شہد محمد ابراہیم سکرٹری وصایا نمکانہ صاحب

وصیت نمبر ۳۳۸

منکہ عبدالحی ولد منشی عبداللہ صاحب قوم بٹ پٹشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیالکوٹ شہر حال خنجر یوگنڈا افریقہ بقائم ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۵ ۱۲ ۱۳۵۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میرا گزارہ ماسوار آمد پر ہے۔ جو

-/- ۳۰۰ شلنگ بصورت ماسوار تنخواہ اور کمیشن جسکی تعیین نہیں کی جاسکتی ہے۔ اس کے ۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں جو ماسوار تازلیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری پرائیویٹ جائداد ثابت ہو۔

اس کے ۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی العبد عبدالحی احمدی منیجر افریقن مرکنٹائل کمپنی لمیٹڈ خنجر۔ یوگنڈا ۲۵ ۱۲ ۱۳۵۴

گواہ شہد فضل الدین احمدی وٹرنیری آفیسر خنجر یوگنڈا ۲۵ ۱۲ ۱۳۵۴۔ گواہ شہد بدر الدین احمدی مقام مگاڈی۔ ایٹ افریقہ۔

احرار کلمہ مسلمانوں کو لوٹ رہے ہیں؟

معزز معاصر "سیاست" نے اپنے ۵ اپریل کے پرچہ میں حسب ذیل لیڈنگ آرٹیکل لکھا ہے۔ جو اس قابل ہے کہ ہر دور مند اور دور اندیش مسلمان اسے غور سے پڑھے اور احرار کی حقیقت سے آگاہ ہو۔

ہے یا نہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم مسلمان ہر تازہ اور نظر فریب تحریک کو لبیک کہنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ فریب پر فریب اور دھوکا پر دھوکا کھاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی جو ہماری قیادت کا دعویٰ کرے اور چند پر جوش الفاظ اور کچھ چلتے ہوئے فقرے استعمال کرے۔ ہم اس کی قیادت کو قبول کر لیتے ہیں۔ مسلمانوں کی اسی عادت سے تنگ اگر مولانا محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غالب کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ چلتا ہوں دور تھوڑی ہر ایک راہ روکے ساتھ پچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں ۴

ہندوستان میں بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص عامۃ المسلمین جاہل یا نیم خواندہ ہونے کی وجہ سے ان شخصوں یا جماعتوں کا آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں۔ جو سیاسی معاشرتی اقتصادی یا دینی معاملات میں انہیں بھڑکانے کے لئے ان کے جوش میں غیرت سے یا ایثار سے اپیل کرتے ہیں۔ آزادی کے نام لینے والا اگر مسلمانوں کو صریح غلامی کی طرف بھی لے جائے تو بھی یہ اس شخص کی نسبت اس فریب کار کی بات پر زیادہ اعتبار کریں گے جو ان کو بتدریج ترقی کرنے کا یقینی واضح صریح اور عیاں راستہ بتائے۔ مسلمانان پنجاب کی حیات عامہ اس وقت جس دور سے گزر رہی ہے۔ وہ ہمارے مقصود کے عیاں کرنے کیلئے بہترین مثال ہے۔ اس وقت کوئی ایسی سیاسی تحریک میدان میں موجود نہیں ہے جو نظر فریب ہو یا طالب جوش و خروش ہو۔ لہذا اس وقت عامۃ المسلمین کے اشتعال پسند جذبات سے فائدہ اٹھانے کا واحد ذریعہ دین ہی دین رہ گیا ہے جو ایک مسلمان کیلئے ہر وقت زندہ اور محبوب ہے۔ جماعت احرار اس حقیقت سے خوب آگاہ ہے کہ دین کے نام سے پنجاب کے مسلمان کو جو بھی فریب دیا جائے وہ اس کے جال میں نہایت آسانی سے پھنس جاتا ہے لہذا وہ جماعت اس وقت مسلمانوں کے جذبات دینی کو ابھار کر خوب روپیہ بٹور رہی ہے۔

اگر پنجاب کے مسلمانوں کی اکثریت جذبات کی رو سے مقابلہ میں ہے پس نہ ہوتی تو وہ جماعت احرار کے گزشتہ کارناموں پر نگاہ ڈالتی اور اس کے آئندہ مواعید کو قبول کرتے سے پہلے اس کے افعال گزشتہ کی بنا پر غور کرتی کہ... اس جماعت پر ایسا اعتماد ممکن و مناسب بھی

نہرو رپورٹ کی تائید کے بعد احرار نے کارزار کشمیر میں دخل دیا۔ اور لاکھوں مسلمانوں کو برباد کر دیا۔ بہترے بیگناہ شہید بھی ہوئے۔ اور یہ سب کچھ صرف اس لئے ہوا کہ احرار ہمارا جہ سے جس قدر روپیہ طلب کرتے تھے وہ اس سے کم دیتے تھے۔ اس حقیقت کے طشت از بام ہونے کے بعد احرار نے اور کے نام سے مسلمانوں کو لوٹا۔ کپور تھلہ کے معاملہ میں داخل دیکر مسلمان ملازمین کو وہاں سے نکلوا دیا اور آجکل کہ وہاں انگریزوں اور ہندوؤں کا راج ہے اور مسلمانوں کو چین چین کر نکال دیا گیا ہے۔ جب تک وہاں مسلمان وزیر اعظم اور مسلمان موجود تھے۔ ہمارے احرار دوست مجاہد بنے ہوئے تھے۔ آج کہ وہاں کے انتظام ریاست میں مسلمانوں کا کوئی دخل باقی نہیں رہا۔ زمین و آسمان کے قلابے ملانے والے احرار کچھ اس طرح خاموش ہیں کہ گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہے۔

غرض جماعت احرار کے کارنامے ایسے ہیں کہ ان میں کوئی ایک کارنامہ کسی جماعت کو دنیا کے کسی حصہ میں ذلیل و رسوا اور برباد کرنے کے لئے کفایت کرتا۔ لیکن واہ رے سرزمین پنجاب کہ تیرے اندر غداروں اور پاک شہدوں کی یہ جماعت برابر ترقی کر رہی ہے۔ آج اس جماعت نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا ہے اور یہ جماعت جس میں شیعہ۔ سنی۔ جعفری۔ وہابی۔ نیچری اور لامذہب آدمی جمع ہیں۔ تبلیغ کے نام سے لوگوں سے روپیہ بٹور رہی ہے اور کوئی اس سے اتنا پوچھنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ آخر تم تبلیغ کرو گے۔ تو کس عقیدہ اور کس خیال کی؟

یہ تبلیغ جماعت احرار کے لئے کان زرو جو اس وقت ہو رہی ہے۔ مولوی بہاء الحق صاحب قاسمی کل تاغریب آدمی تھے۔ آج مکانات کے تاجر بن چکے ہیں۔ انہوں نے ایک قیمتی مکان عطار اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ حال ہی میں فروخت کیا۔ عطار اللہ شاہ کبھی مفلوک الحال امام مسجد تھے۔ جن کے پاؤں میں جوتا بھی نہ ہوتا تھا۔ آج وہ اترتے جیسے شہر میں دو ایک نہیں کسی مکانات کے مالک ہیں۔ مولانا مظہر علی صاحب اظہر ایسے وکیل تھے جنکو سال بھر

جماعت احرار وہ جماعت ہے جس نے مرکزی خلافت کمیٹی کو برباد کیا اور نہرو رپورٹ پر دستخط کئے جس نے اس وقت اسلام اور مسلمانوں کو خطرہ میں دیکھ کر ان کی مخالفت کی وہ ٹوڈی اور غدار کہلایا۔ مسلمانوں کے جلسے انہوں نے برباد کئے۔ مسلمانوں کے اخبارات اور سیاسی کارکنوں کو انہوں نے بدنام کیا اور غلیظ گالیاں دیں مسلمانوں میں بھید انتشار پیدا کیا اور یہ سب کچھ صرف اس لئے ہوا کہ ہندوؤں نے ان کے تنور شکم کے لئے چاندی اور سونے کی ٹکیوں کی صورت میں کچھ ایندھن ہم پہنچایا تھا۔ آج ملو! عرض ہند میں ایک مسلمان بھی نہیں ہے۔ جو یہ تسلیم نہ کرتا ہو کہ نہرو رپورٹ مسلم کش تھی۔ احرار نے جو فریب اس وقت مسلمانوں کو دیا اگر کوئی جماعت کسی غیر مسلم قوم کو ایسا فریب دیتی تو وہ آج تک ذلت و رسوائی کے مقبرہ میں دفن ہو چکی ہوتی۔ لیکن خوش قسمت ہے جماعت احرار۔ کہ اس کا واسطہ مسلمانوں سے اور مسلمانوں میں سے پنجاب کے مسلمانوں سے ہے جو اپنے خیر خواہوں کو گالیاں دینا اور غداران ملت کو گلے لگانا بہتر سمجھتے ہیں۔ احرار قوم کو زبرد فریب دینے کے بعد زندہ رہے اور زندہ ہیں۔

میں وکالت کی وجہ سے مبلغ علیہ السلام کی زیارت بہت ہی کم نصیب ہوا کرتی تھی۔ آج وہ احرار کے شعبہ تبلیغ کے انچارج ہو کر دو سو روپے ماہوار مشاہرہ لے رہے ہیں اور کونسل کی رکنیت کی وجہ سے علیحدہ روپیہ کما رہے ہیں ناممکن تھا کہ مولانا ظفر علی صاحب یہ سب کچھ دیکھتے اور خاموش رہتے۔ خصوصاً اس لئے کہ ملت کے جذبات کو ابھار کر روپیہ اینٹھنے کا فن احرار نے جناب مولانا صاحب ہی سے سیکھا ہے۔ انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ انہیں ۵۶ ہزار ایسے رضا کاروں کی ضرورت ہے جو چار آنے ماہوار پیندہ دے سکیں۔ وہ ادبی ادارے اور شکر کے کارخانے اور مسلم بازار اور ترکی قرضہ کے متک بیچ کر اپنی ساکھ قائم کر چکے ہیں۔ (فتنوں کا ذکر ہم نہیں کریں گے) لہذا ان کے متعلق یہ کہنا کہ یہ چودہ ہزار روپیہ ماہوار کہاں خرچ ہوگا بے سود ہے۔

غرض خدا خوش رکھے عامۃ المسلمین کو جن کا جوش ایمانی احوار وغیرہ کے لئے متاع تجارت بن گیا ہے۔ لیکن ابتداءے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھنے ہوتا ہے کیا

مجلس شوریٰ میں احمدی جماعت کے نمائندوں کی شمولیت ضروری ہے

آجکل ہر طرف جماعت احمدیہ کے خلاف دشمنی اور عداوت کا جو طوفان پھیلا ہوا ہے اسے ہر ایک احمدی خوب اچھی طرح محسوس کر رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باطل اپنی تمام قوتوں اور تمام ساز و سامان کے ساتھ حق کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ اس نور کو ظلمت سے بدل دے۔ جو خدا تعالیٰ نے گمراہی اور ضلالت کو دور کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نازل کیا اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ جب بھی خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت اور راہ نمائی کیلئے اپنا کوئی مرسل اور مامور دنیا میں بھیجا۔ ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ جتنی بڑی شان کا کوئی روحانی مصلح مبعوث ہوا۔ اتنی ہی زیادہ اس کی مخالفت ظلمت کے فرزندوں اور ناراستی کے دلداروں کی اور پھر جتنی زیادہ

مخالفت کسی برگزین خدا کی ہوئی اسی قدر زیادہ وضاحت کے ساتھ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا جلوہ دکھایا۔ اور اسی قدر زیادہ شان کے ساتھ خدا تعالیٰ نے لا غلبین انا و رسولی کا وعدہ پورا کیا۔ پس اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کی مخالفت جس قدر زیادہ زور شور کے ساتھ کی جا رہی ہے خدا تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق اسی قدر نمایاں اور کھلی کامیابی جماعت احمدیہ کو عطا کرے گا۔ اور وہ وقت آئیگا۔ اور ضرور آئیگا جبکہ وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مٹانے کیلئے کھڑے ہوئے یا تو خود مٹ جائیں گے یا ان میں سے وہ جن میں سعادت اور رشد کا ذرہ بھی باقی ہوگا۔ حق قبول کر کے احمدیت کے جھنڈے کو نیچے آجائیں گے۔ اور اپنے نامطبوع افعال کا کفارہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مخلصانہ قربانیاں پیش کر کے دیں گے۔

لیکن مبارک ہیں وہ لوگ جو آج طوفان مخالفت کو مقابلہ میں مضبوط چٹان کی طرح کھڑے ہیں جو اعلیٰ کلمۃ اللہ کیلئے ہر قسم کے مصائب اور شدید بخوشی برداشت کر رہے ہیں۔ جو بھولے بھٹکے لوگوں کو راہ ہدئی دکھانے کی وجہ سے ان کے ہر قسم کے مظالم کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ اور جو دوسروں کو روحانی اور جانی آرام و راحت پہنچانے کیلئے اپنا آرام و آسائش قربان کر رہے ہیں۔

اس وقت جماعت احمدیہ کی یہی حالت ہے احمدی نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ جن لوگوں کو صراط مستقیم دکھانے کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔ وہ نہایت گندی گالیوں اور بدزبانیوں کی بوجھاڑ ان پر کرتے ہیں۔ احمدی جن لوگوں کی طرف بڑی محبت اور پیار سے جاتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ نہایت سختی اور دشمنی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ احمدی جن کی بہتری اور بھلائی کیلئے جانی اور مالی قربانیاں کر رہے ہیں۔ وہی انہیں کانٹوں میں گھسیٹ رہے ہیں لیکن کیا اس سلوک اور اس رویہ کی وجہ سے احمدی ان سے منہ موڑ سکتے ہیں۔ ان کی خیر خواہی کے جذبات کو اپنے دلوں سے نکال سکتے ہیں اور انہیں اپنے خالق و مالک سے دور پڑے ہوئے دیکھ کر چین پاسکتے ہیں۔ نہیں اور ہرگز بلکہ انہیں اپنی ہمدردی اور خیر خواہی کے بہت زیادہ مستحق سمجھتے اور انہیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر لانے کے لئے اور زیادہ جدوجہد کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

پس جماعت احمدیہ جس مقصد کو لیکر کھڑی ہوئی ہے اور جو یہ ہے کہ مخلوق کا اپنے خالق سے سچا تعلق پیدا کرے اور بندوں کو اپنی رب

کے حقیقی عبد بنائے۔ مخالفتوں کے طوفان اور ظلم و ستم کی آندھیاں اسے اس کی آنکھوں سے اوجھل نہیں کر سکتیں بلکہ اور زیادہ نمایاں کر رہی ہیں اور بتا رہی ہیں کہ جماعت احمدیہ کو پہلے سے بھی زیادہ جوش اور پہلے سے بھی زیادہ قوت، پہلے سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ اس مقصد کے حصول کیلئے کوشش کرنی ضرورت ہے۔

یہ بات چونکہ پوری وضاحت کے ساتھ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایہہ اللہ تعالیٰ مجلس شوریٰ میں جس کے انعقاد ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ اپریل کو منعقد ہوئے جماعت کے سامنے ہو چکے ہیں اور بتائیں گے کہ جماعت کو اپنے اس فرض کی ادائیگی کیلئے کیا طریق عمل اختیار کرنا چاہئے۔ اسلئے نہایت ضروری ہے کہ ہر مقام کی احمدی جماعت اپنے قابل اور معاملہ فہم نمائندے مجلس شوریٰ میں شمولیت کے لئے بھیجے اور اس بارے میں قطعاً کسی قسم کا تامل روا نہ رکھا جائے۔

تمام احمدی جماعتیں جانتی ہیں کہ ہر سال مجلس شوریٰ میں نہایت اہم امور پر غور و خوض کرنے اور نمائندگان جماعت سے ان کے متعلق مشورے لینے کے بعد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایہہ اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے اہم ہدایات نافذ فرمایا کرتے ہیں۔ ان ہدایات کو بذات خود بخونے اور ان کے متعلق تفصیلی گفتگو سے آگاہی حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہر جماعت کے نمائندے موجود ہوں تاکہ وہ اپنی اپنی جماعت میں ان ہدایات کے متعلق روح عمل پیدا کر سکیں۔ پس ہندوستان کے طول و عرض میں کوئی جماعت ایسی نہ ہوئی چاہئے۔ جو اپنے نمائندے مجلس شوریٰ میں نہ بھیجے۔

اس وقت ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک جماعت احمدیہ کی جو مخالفت پھیلی ہوئی ہے اور جو نہایت زور پر ہے اس نے جماعت احمدیہ کی کامیابی کو بہت قریب کر دیا ہے اور وہ وقت آگیا ہے جبکہ ان لوگوں پر بھی حق کھل جائے جو غفلت اور لاپرواہی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور ہمارے سوطرچ سوجھنے پر بھی نہ جاگتے تھے۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ جماعت احمدیہ کا ایک ایک فرد پوری طرح تیار ہو کر میدان عمل میں آجائے اور مجلس شوریٰ میں حضرت امیر المؤمنین جو فیصلے فرمائیں ان پر پورے جوش کے ساتھ عمل کیا جائے۔ اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ ہر جماعت کے نمائندے مجلس شوریٰ میں شریک ہوں۔ چونکہ کانفرنس کے انعقاد میں بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس لئے احمدی جماعتوں کو بغیر ایک لمحہ کے توقف کے اپنے نمائندے منتخب کر کے فوراً مرکز میں اطلاع دینی چاہئے۔ (الفضل)

قرآن شریف گورکھی ترجمہ کے متعلق مسکھ صاحبان کی افراطیں

ایڈیٹر صاحب! نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھول آری کا پایہ بہت بلند ہے اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر صاحب کیانی میرا مسکھ صاحب درد اپنے فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نورا قادیان نے قرآن شریف کا گورکھی ترجمہ چھپوایا ہے۔ سو اسات صوفیات ہیں۔ کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورکھی میں ترجمہ چھپا ہے مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہئے۔ گورکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہوا ہے ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورکھی دانوں کے لئے بھی فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کر لیا۔ سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اس الواعز می کو دیکھ کر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئے کہ وہ اپنے مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کو دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے محض اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں“

میری دیرینہ تمنا برآئی!

جناب کیانی بھگت سنگھ صاحب میڈل گورکھی

سری گورو سنگھ سبھا سمیت سے تحریر فرماتے ہیں کہ ”مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب نور۔ ست سری اکال۔ عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کی جائے مگر روجہ عربی کے نہ جاننے کے ہم محروم تھے۔ اتفاق حسنہ سے آپ کے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقان حمید کا گورکھی ترجمہ چند یوم کے لئے ملا۔ جس سے میری دیرینہ خواہش برآئی۔ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی قرآن مجید ایک

روحانی اور لائق خنائش کتاب ہے۔ ہم آپ کے ممنون ہیں اور آپ کے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھ کر بھی خوش ہوئے ہیں اور ہماری طرف سے اہل قادیان کو ست سری اکال پہنچادیں“

جناب سردار اربل سنگھ صاحب ایم اے

پرنسپل زبدھیر کالج کپور تھلہ لکھتے ہیں کہ ”چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر صفحہ پر پڑھا اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو خطا اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہے۔ خواہ کسی جگہ سے ملے مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں۔ دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے۔ میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد دینے والا ہے“

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ ”مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بچپن سے شوق تھا لیکن عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آج تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے میں کس زبان آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت کی ہے“

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولیسکل آفس سبی (بلوچستان) لکھتے ہیں کہ ”گو مجھے اپنی فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی کہ میں اس گرنٹھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ جلد پڑھ سکوں تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کے میں ذیل کے نتیجے پر پہنچا ہوں۔ قرآن شریف کی تعلیم و حدانیت سے بھری پڑی ہے گویا ستر و حدانیت ہی سچائی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں۔ مثلاً لفظ انشاء اللہ کو لیجئے اس کے معنی ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہے تو۔ یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہی جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے۔ بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ مسکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو، انکو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ منسکرت یا گورکھی کا مجھے بتایا جائے تاکہ اکثر گفتگو میں اسکا استعمال کیا جاسکے مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔“

قرآن شریف کے گورکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟ اس بار

میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں، چھوٹا منہ اور بڑی بات فالما معاملہ ہے یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے ”شہید کے ابو مانند دیدہ“ گرنٹھ سامنے پڑا ہے۔ پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مربوطہ الفاظ میں کیا گیا ہے مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہوا اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو، تو پھر زیادہ لکھائی ایک لن ترانی ہوگی۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پر سہاگہ ہے۔ خداوند کرے کہ ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں۔ تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورکھی ان ہیاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہانتک ضروری
اسکی ضرورت نہایت سخت تھی جو لوگ پہلے اذان شکر ہی کا ان میں انگلیاں
ٹھونس لیتے تھے تاکہ ہندو اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں
اور اسکی زد سے بچ جائیں یہ ترجمہ پڑھ کر اب وہ اخیر تک اذان میں
سکیں گے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا اس کے
باہر ایک مسجد تھی جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی صدا
آتی تھی کہ اس کے آگے بیٹھ کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں
میں اسوقت گوبے سمجھتا تھا مگر اسقدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان
میں شاید ملاں گالیاں نکالتا ہوگا جسے لوگ سنا کر انہیں کہتے،
جب میں نے ہوش سنبھالا اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا
تو ان کی نا فہمی پر مجھے رونمایا تھی خود غلطی ہو چکی تھی پنداشتیم "اب
شیخ صاحب کی مہربانی، کشادہ دلی اور قریبی ہی ایک ہم ضرورت فرج
ہو گئی ہے اب انہیں انگلیاں ٹھونس کی ضرورت نہیں ہے ہر شخص جن میں
تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور سچ جھوٹ
میں تمیز کر سکتا ہے یہ سب جہالت کے رنگ ہیں۔ میں درگاہ پاک
پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بردار ہوں کہ خداوند کریم
جميع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو مامون و محفوظ رکھے اور اس نیک
کام کا نیک اجر بخشے۔"

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی اے
(فاضل سنگھ مذہب) سید ماسٹر خالصہ ہائی سکول توگوالہ
ضلع گورداسپور لکھتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار
نور کے قرائن مجید کے گورکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے بلکہ ایک
سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہر بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک
دیوینہ کی کوپور کیا ہے جو گورکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی کیونکہ
مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذب اور دل میں عینق اثر ڈالتی ہے
وہ اظہر من الشمس ہے آج تک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان مجید کی تلاوت
بلا ناغہ کرتے چلے آتے ہیں مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہو
جہوں اسکی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو، سردار صاحب
کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم
کو جو ہو دیناروں تک پہنچایا ہے۔ جو عمری نہیں جانتے تھے مگر ان
کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں آیتوں
اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دے کر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو
بہت اہمیت دی گئی ہے جن سے عربی پڑھنے ہوئے دوستوں کو

اصل مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑتی قصہ کوتاہ مترجم نے
علاوہ ازیں کھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزر دگی اور کشیدگی کی وسیع علیح
حائل تھی قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسی بائنے کی پوری پوری کشش
کی ہر میری دلی دعا ہے کہ پر نامہ ان کی اس نیک کشش کو بار آور فرمائے۔

سردار دیوی سنگھ صاحب گورکھی سب پوسٹ ماسٹر
خانپور (ریاست بہاولپور) لکھتے ہیں کہ "میں نے قرآن مجید
کا گورکھی ترجمہ پڑھا میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت
کی داد دے بغیر نہیں رہ سکتا ہوا انہوں نے جگت ادو دھار (دنیا کی جگت)
کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے اور مخلوق خدا کیلئے نور خدا کا چشمہ
کھول دیا بلکہ سمندر بہا دیا ہے۔ چند روز سے جناب سردار محمد یوسف
صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں "سنگھ اور مسلمان" "سنگھ مسلم اتحاد"
مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ روانہ کیں۔ اور میں نے بغور پڑھیں میں
نے قریباً سب خالصہ تاریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف
نے لکھا ہے یہ (Open fact) بین حقیقت ہے۔ قرآن
شریف کے ایدلش (ہدایات) سب شری گورو گرتھ صاحب کے مطابق
ہیں۔ سچ لکھو تو سنگھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف
نے ان کچھ پڑھو جو بھائیوں کو ملے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کی ان کامیاب
کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف)
کے گورکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کیے ایک پر لوپکار (سب بڑا
کار خیر) بجالائے ہیں۔ دانگور و جی آپکو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں آمین۔"

جناب بھائی پریم سنگھ صاحب گورکھی (سکھوں کی مذہبی
کتب کے مابین خصوصاً از غنہ چھینہ ڈاکخانہ خاص برائے سنگھ
ضلع گوردوالہ۔ لکھتے ہیں کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورکھی ترجمہ کو
پڑھ کر نہایت محفوظ ہوا۔ اسکی لکھا جی بھائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی
ہے۔ ایسی دھار ملک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ
آپ کمال محنت سے کام لیا ہے اور خون پسینہ ایک کر کے گورکھی انول
کیلئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے۔ میری بڑا بھائی (دعا) ہے کہ انہوں
آپ کو بہترین صلہ دے میں نے بہت سی پستک درکت کا مطالعہ کیا
لیکن کسی دھار ملک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا۔"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی جیم باروا
تخریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بے حد شوق
تھا مگر بدیشی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا
تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب اوٹرا اخبار نور قادیان نے
قرآن مجید کا گورکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام قلم گورکھی زبان میں کیا
ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ
ملا ہے جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے جس طرح

ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے بلاشبہ قابل
مصنعت نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے
زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کار نمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظر
ہے۔ یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے۔ اور
مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔"

سردار کرور سنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹ ماسٹر
سنگھور ریاست جند لکھتے ہیں کہ "شرمیان جی! میں نے قرآن شریف
کے گورکھی ترجمہ کو شروع سے آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے اور
پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا
گورکھی میں ترجمہ کر کے گورکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے جس
کا جقدر بھی شک یہ ادا کیا جائے کم ہے۔"

ہنسٹ وسارام صاحب کبیر پتی مقام راجہ جنگ
لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورکھی ترجمہ پڑھا ہے
ترجمہ بہت ہی اچھا ہے۔ آپ نے گورکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے
خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا
ہے جو انیت (نہایت ہی) دیالو (رحمن) اور کرپالو (رحیم) ہے
دوسرا کیا دیگا؟ یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسیحا ساون
کو منگوا کر دیا ہے خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے۔"

جناب سردار نتھ سنگھ صاحب پرنسٹر لدھیانہ لڑا
جناب شیخ غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے اس گورکھی ترجمہ کی
جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے مطالعہ سے انسان کے دل
پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کیساتھ
یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے۔"

قرآن مجید کا گورکھی ترجمہ اور آریہ پرین
آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۱۹۲۳ء کے اشو میں لکھتے ہیں
کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی
محنت مشاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد
ساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا
ترجمہ واقعی عام فہم ہے اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل قدر
ہے۔" نور ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ
نکلے ایک معجزہ ہے۔"

قرآن شریف کے گورکھی ترجمہ کا ہدیہ صرف (۵۷)
دور روپے ہے۔ یہ ترجمہ جس کے متعلق سنگھ علماء کی
قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سائز ۲۷x۲۰، صفحہ
۷۲۸۔ کاغذ قیمتی اعلیٰ چھپائی نہایت نفیس۔ جلد سنہری۔
گھڑی لاگت پانچ روپے۔ مگر تبلیغی نقطہ خیال سے برائے نام
ہدیہ صرف دو روپے۔ محصول ڈاک ۱۲ ار تھوڑی جلد میں
باقی رہ گئی ہیں۔ دوست جلد درخواستیں بھیجیں ورنہ یہ
سنہری موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

نور انڈسٹریز کی تیرہ ہدف و شہرہ آفاق ادویہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاکھارت ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض جس کی عمر ۲۴ سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کی استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ تھر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گٹھیا کے درد۔ عرق النساء کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد وغیرہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیرہ ہدف۔ جو ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدھمی کیلئے اکسیر قصہ کوتاہ! قریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے۔ یہ مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے (پچاس)۔ محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کو درجہ جان بلب ریض کو شفا ہو گئی!

جناب مسٹر خلیل الرحمن صاحب اپرا ایر بزر ویشی اگرہ سے

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے موتی سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی ہے۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدول آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ یوہیمین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاشانی دوا ہے۔ اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی۔ سستی۔ اداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کا پنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عش) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۲۵ سالہ ۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا، بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں کیونکہ دل میں نئی ٹانگ، اعصاب میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوان بنانا بس اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے (پنچ) محصول ڈاک علاوہ

ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایس اے ایس آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا اور انہیں اس اکسیر سے بچہ فائدہ ہوا ہے جسکے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیج دیں۔"

بڑے بڑے لوگ تو موتی سرمہ کو

یہی ترجیح دیتے ہیں

کیونکہ ضعف بصر۔ لگے جلیں۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پیرمال۔ ناخونہ۔ گوباخنی۔ رتوند۔ آب آبی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر بنائیں گے۔

قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (پچاس) محصول ڈاک علاوہ

جسے اسکی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی۔ قیمت یک فنڈ گولی دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر حیرمان

اس نامراد موزی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھسن کی طرح انسانی صحت کا ستیا ناس کر دیتا ہے۔ سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے، ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موزی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پیسہ کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

بیس سالہ اختتام، جریان اور سستی جاتی رہی
جناب مہدی خاں صاحب مگھال ڈاک خانہ ڈالوال ضلع جہلم
سے لکھتے ہیں کہ ”جو جناب سے دوا اکسیر جریان سنگوانی مٹتی
اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض اختتام
جریان، سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے
لئے آپ کو جزائے خیر دے“

مصحف پر وف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت
 مجھروں کے کاٹنے سے جو بچینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح
 کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیر یا بخار جیسا
 موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے۔
 ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جس کی بو سے مجھ اس طرح
 بھاگتا ہے جس طرح کا حول سے شیطان۔ اس کے
 چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام
 کیجئے۔ دواؤں کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت
 ایک روپیہ چار آنہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

نسر حکایتا۔ انگھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت سترے سر
دکھائی دیتے بچپنی، گھبراہٹ، بستی اور اداسی چھائی رہتی
ہو۔ کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو، اس
کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک
ماہ استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے
بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جسمیں پندرہ تولہ دوا ہے
قیمت پانچ روپے (۵) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

سبب، بدھن، کمی، بھوک، درد، شکم، اچھارہ، باؤگولہ،
پیٹ کا گرگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا
بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، اسہال، ریاچ، کھانسی، دمہ
کیلئے تیر ہدف ہے۔ دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے
وغیرہ مضہم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ، حافظہ، ذہن
کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے
بے نظیر چیز ہے۔ قیمت صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کشتا گولیان

دال تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر
دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ! اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو
سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں۔ ورنہ یہ امر
مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے۔ ایک دن گھر کا
پائخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے
کہ ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک
روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے
اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے، قبض کشا گولیاں
کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑ دیں۔ اس کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت
کا بیمہ ہے۔ ایک سو گولی کی قیمت دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

افنیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے، بد قسمتی سے

تحریر فرماتے ہیں کہ ”میں نے ”تربیاق اعظم“ نامی دوا
آپ سے منگوائی ہے۔ میں اسکی جسقدر بھی تعریف کروں
کم ہے۔ یہ تربیاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا
ضروری ہے۔ میرے پڑوس میں ایک جان بلب مرلین کو
اس تربیاق سے فوراً شفا ہوئی۔ اور ایسی مثالیں بے شمار
ہیں۔ جن میں آٹے وقت میں تربیاق اعظم تیر بہدف ثابت
ہوئی۔ آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا
احسان کیا ہے۔ اگر اسے ”زندگی کا ہیر“ کہا جائے تو
بجا ہے۔ ایک شیشی کٹاں بہت جلد بذریعہ وی پی بھیج کر
شکریہ کا موقعہ دیں۔“

اکسیر الیاسیر

یہ نامراد موزی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پینجر
اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت
کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بد قسمتی سے اس موزی
مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکیر اس ظالم مرض کو خواہ
کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے
جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت صرف
تین روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پودر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھڑبیس۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے، انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے۔ اور بدبو سے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے۔ صرف ایک روپیہ۔ محصول اک علاوہ

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرج دل اور
مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو نماص ترقی ہوتی ہے بیماری
یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے نرود۔ دل ہر وقت دھڑکتا

ملنے کا پتہ :- منیجر نور اینڈ سنز - نور بلڈنگ - قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ان نوکتب کا اکٹھا سٹ خریدنے
والوں سے صرف نصف قیمت

مکتبہ دارالامان

ان نوکتب کا اکٹھا سٹ خریدنے
والوں سے صرف نصف قیمت

سے سنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرنٹھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت یعنی ساتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لکچر مہیا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس معرکہ الہا کتاب میں حب ذیل مضامین ہیں (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور کچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور بادنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کھارے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزار ہا اوراق پر پھیلی ہوئی تھیں یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت مارچ ۱۳۳۷ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتوں میں ملکاتہ ارتداد کا جھکڑ چلا تھا اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کے لئے بہترین ثابت ہوئی تھی اس کی تاثیر اور قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم آؤٹ لک۔ زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آج تک اس موضوع پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے۔ مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبان میں بھی ترجمہ کیا۔ اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے۔ کاغذ لکھائی، چھپائی سب اعلیٰ۔ قیمت غیر مجلد چھ آنے جو تقریباً اصل لاگت ہے۔ ضرور ہے کہ اس جرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت وسیع پیمانہ پر ہو اس لئے اس کی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم قیمت ار۔ گورو کی بانی گوکھی میں ار۔ جھوک مہدی ار۔ یہ نوکتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپیہ دو آنے (۴) ہوتی ہے۔ اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف دو روپے نو آنے (۴) نی جائیگی۔ محصول ڈاک علاوہ۔

حضرت بابا نانک کا مذہب یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کی عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوٹا چھتا (۳) تیرتھ یا ترا (۴) جینیو (۵) مورتی پوجا (۶) سونک (۷) اوتار (۸) گنوپوجا (۹) مرد کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ وغیرہ وغیرہ شری گورو گرنٹھ صاحب اور حضرت بابا نانک کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے برخلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل وجان سے مؤید تھے (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲ چوٹی کے اخبارات زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے یہ ایک بینظیر کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر مضمون نام سے ظاہر ہے اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں، سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا، ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہوتا کہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے (۵) محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے جو گزشتہ سہ ہفتہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا کہ پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا۔ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین چیز ہے۔ قیمت فی کاپی آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سننے کا پتہ دیا۔ مینجہ اخبار نور۔ نور بلڈنگ۔ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)